اُردو کے چند مشہور شعراور انکے ناظم

پہلی قسط

عبدالرؤف خاں ایم اے. اُدَدِیٔ کلاں (راجستھان)

اردو کے بہت سے اشعار یا مصرعے زبان زد عوام وخواص ہیں. لیکن عوام کو بالعموم اُن اشعار کے کہنے والے شعراء کا یا تو نام معلوم نہیں یا غلط طور پر کسی اور شاعر سے منسوب کرتے ہیں بمصرعوں کے ساتھ یہ بات زائد ہے کہ مکمل شعر یاد نہیں ہوتا. یہاں صرف چند اشعار اور مصرعے لکھے جاتے ہیں. جن کی تخریج یا تو متعلقہ شاعر کے دیوان یا راقم کے محدود ذخیرۂ کتب میں موجود تذکروں سے کی گئی ہے. اس کے علاوہ بعض رسائل وجرائد سے بھی مدد لی گئی ہے.

درج ذیل شعر جسے عام طور پر بسمل رام پرشاد سے منسوب کیا جاتا ہے!

(۱) سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوے قاتل میں ہے

دراصل شاہ محمد حسن بسمل عظیم آبادی کی غزل کا مطلع ہے. یہ غزل شاعر موصوف نے کلکتہ کے ۱۹۲۱ء کے کانگریس سیشن میں پیش کی تھی. مکمل غزل ملاحظہ خدابخش لائبریری جرنل نمبر ۱۰۲ صفحہ ۲۴۲ پر.

(۲) غافل مجھے کرتا ہے، یہ گھڑیال منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

یہ شعر بہت مشہور ہے اور کچھ لوگ اسے "غافل تجھے کرتا ہے .... الخ" قرأت کے ساتھ اپنے گھڑیال کے اوپر بھی لکھ دیتے ہیں. یہ شعر محمد اکرام آشنا کا ہے. (ر.ک. تین تذکرے

از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی ص ۲۰۳ بحوالہ طبقات الشعراء ص ۲۹۲)

(۳) قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا قتل کیوں کر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

امیر مینائی (انتخاب یادگار ص ۴۴ طبقۂ دوم)

اس شعر کو جسٹس سید محمود نے اپنے ایک فیصلہ میں بھی استعمال کیا تھا۔ پہلے مصرع میں عام طور پر "قتل" کے بجائے "خون" مشہور ہے۔

(۴) وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

میر فتح علی شیدا (تذکرہ مسرت افزا ص ۱۳۷)

مصرع اولیٰ کو اس طرح بھی پڑھا جاتا ہے ع وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں۔ جو درست نہیں ہے۔

منشی کرامت علی شہیدی کا ایک شعر اس طرح مشہور ہے:

(۵) اُس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

لیکن مصرع اولیٰ کی صحیح قراءت ہے:۔ عام ہیں اُس کے[1] تو الطاف شہیدی سب پر

(سخن شعراء ص ۲۶۳)

نواب محمد علی خاں رشکی ابن نواب شیفتہ کا مشہور شعر ہے:

(۶) یہ منصبِ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں (سخن شعراء ص ۱۸۵)

---

[1] "تذکرہ خوش معرکۂ زیبا" میں: عام ہے اس کا تو الطاف شہیدی سب پر۔ لکھا ہے۔ ص ۳۵

پہلے مصرع کو عام طور سے: یہ رتبہ بلند ملا ... الخ

(۷) برگِ حنا پہ جا کے لکھوں دردِ دل کا حال

شاید کہ رفتہ رفتہ لگے دلربا کے ہاتھ (نامعلوم)

یہ شعر قطعی طور پر مصطفیٰ قلی خاں یکرنگ کے مندرجۂ ذیل شعر سے ماخوذ ہے :۔

برگِ حنا او پر لکھو احوالِ دل میرا شاید کبھو تو جا لگے اُس دلربا کے ہاتھ

(تذکرہ شعرائے اردو ص ۲۰۷)

تذکرۂ شورش ص ۳۴۳ ۵ پر مصرعِ ثانی میں "کبھو" کی بجائے "کبھی" ہے لیکن تذکرہ مسرت افزا کے صہ۲۶۲ پر دوسرا مصرع یہ لکھا ہے ؎ شاید کبھی تو جا کے لگے دلربا کے ہاتھ

اس سلسلہ میں حضرت میرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا یہ شعر بھی توجہ طلب ہے :۔

برگِ حنا پہ یارو میرا حالِ دل لکھو

شاید کہ جا لگے وہ کسی میرزا کے ہاتھ

(تذکرہ خوش معرکۂ زیبا ص ۸۴)

آتش (خواجہ حیدر علی) کا بہت مشہور شعر ہے :

(۸) بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اِک قطرۂ خوں نہ نکلا (کلیات آتش ص ۱۳ مطبوعہ ۱۸۸۸ء)

لوگ پہلے مصرع کو "بہت شور سنتے تھے ... الخ" پڑھتے ہیں لہ

(۹) فقیرانہ آئے صدا کر چلے

میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

(بالاجی تریبک ناتک ذرہ (سہو و سرانغ ص ۱۳۱ مصنفہ علامہ کالیداس گپتا رضا)

لہ یہ شعر میرؔ سے بھی منسوب ہے اور ان کی کلیات میں بھی موجود ہے (ملاحظہ ہو کلیات میر ص ۱۳۴۰ مرتبہ رام نرائن لال بینی مادھو الہ آباد ۱۹۷۲ء) لیکن فی الحقیقت یہ شعر بالاجی تریبک ناتک ذرہ کا ہے۔

درج ذیل شعر کو عموماً میر سے منسوب کیا جاتا ہے:

(۱۰) وہ آیا بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

لیکن حقیقت میں یہ شعر مہاراج بہادر برق لکھنوی کا ہے:

وہ آیا بزم میں اتنا تو برق نے دیکھا پھر اس ..... (ماہنامہ نیا دور لکھنؤ جنوری ۱۹۶۶ء ص ۴۳)

سید محمد خان رند کے درج ذیل دو شعر عام طور پہ سننے کو مل جاتے ہیں:

(۱۱) آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

دوسرا شعر:

(۱۲) کیا ملا عرض مدعا کر کے بات بھی کھوئی التجا کر کے (دبستان آتش ص ۳۴۳ و ۱۱۹)

حکیم تجمل رسول خاں تجمل دہلوی کا ایک شعر ہے جو زبانوں پر نہ چڑھ سکا:-

(۱۳) بعد فنا جنازے پر آیا نہ جائے گا
اونسے تو خاک میں بھی ملایا نہ جائے گا (سخن شعرا ص ۸۳)

لیکن داغ کا یہ شعر تقریباً ہر ایک اردو داں کی زبان پر رہتا ہے:-

دل کیا ملاؤ گے کہ ہمیں ہو گیا یقیں
تم سے تو خاک میں بھی ملایا نہ جائے گا

(۱۴) عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اس برمحل مصرعے سے کون واقف نہیں۔ یہ مرزا محمد علی عرف مرزا بچو المتخلص بہ فدوی کے شعر کا ثانی مصرعہ ہے۔ مصرع اول ہے: پل ساتھ کہ حسرت دل مغموم سے نکلے (انتخاب عندلیب از قطب الدین باطن ص ۸۱) لیکن غلام ہمدانی مصحفی نے پہلے مصرع کی قرأت یہ لکھی ہے۔

ہو ساتھ کہ حسرت دلِ مرحوم سے نکلے ۔ (تذکرۂ ہندی از مصحفی ص ۱۷۴)
نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے اپنے تذکرے "گلشنِ بے خار" کے صفحہ ۱۴۸ پر پہلا مصرع
اس طرح لکھا ہے: چل ساتھ کہ حسرت دلِ محروم سے نکلے
کریم الدین نے بھی اپنے تذکرے "طبقاتِ شعرائے ہند" صفحہ ۱۷۴ پر مذکورہ قرأت
ہی لکھی ہے یعنی: چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلے۔ لیکن عبدالغفور نساخ نے فدوی
کا مطلع سب سے الگ دیا ہے:۔

ٹک ساتھ ہو حسرت دلِ مغموم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے[1] (سخنِ شعراء ص ۳۶۰)

لیکن درست وہی ہے جو مصحفی نے لکھا ہے۔ جناب کالیداس گپتا رضا نے بھی سہو و سراغ
ص ۱۳۱ پر بحوالہ دو تذکرے تذکرۂ عشقی ۲: ۱۳۵/ع "ہو ساتھ کہ حسرت دل مرحوم سے نکلے"
ہی لکھا ہے۔

مشہور مطلع ہے:

(۱۵) کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعلِ بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر
{منولال صفا لکھنوی
سہو و سراغ ص ۱۳۲}

یہ شعر مصرعِ ثانی میں معمولی تبدیلی کے ساتھ انشا کے دیوان میں بھی ملتا ہے یعنی:
فعل بد تو اُن سے ہو لعنت کریں شیطان پر (کلامِ انشا ص ۹۶ ہندستانی اکیڈیمی الہ آباد)

(۱۶) زبان زد مصرع ہے:

مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

مکمل شعر اس طرح ہے:۔

شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

---

[1] صاحب جواہر سخن بھی اسی قرأت کے ساتھ لکھتے ہیں: ٹک ساتھ ہو حسرت دلِ مغموم سے نکلے۔ (۲: ۱۵۸)

اور یہ شعر نواب محمد یار خاں امیر ٹانڈوی کا ہے (ملاحظہ ہو تین تذکرے ص ۱۸۱ بحوالہ طبقات الشعراء الف ۱۸۹)

(۱۷) مرزا عظیم بیگ عظیم کا ایک شعر ہے:-

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق — وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(ماہنامہ نیا دور اودھ نمبر ۱ ص ۱۱۶ فروری، مارچ ۱۹۹۴ء)

اس شعر کا پہلا مصرع بالعموم اس قرأت کے ساتھ مشہور ہے۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں

لیکن راقم اس کی تخریج سے قاصر رہا۔

(۱۸) مصرع: "اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی" عام طور سے ہر شخص کی زبان پر رہتا ہے۔ لیکن مصرع اولیٰ اور شاعر کے نام سے عوام میں شاید ہی کسی کو علم ہو۔ دراصل مکمل شعر یوں ہے:

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

اور شاعر لالہ مادھو رام جوہر ہیں (ششماہی نوائے ادب بمبئی ص ۲۶ اپریل ۱۹۹۶ء)

(۱۹) در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہلِ وطن ہم تو سفر کرتے ہیں (نواب واجد علی شاہ اختر)

(۲۰) زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

یہ شعر عام طور پر اسی طرح مشہور ہے۔ لیکن مصرع اولیٰ درحقیقت یوں ہے:

"بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ"

اور یہ شعر ثاقب لکھنوی کے ذہن رسا کی پیداوار ہے (ماہنامہ نیا دور لکھنؤ ص ۱۷ فروری ۱۹۹۵ء) لیکن "نیا دور" اودھ نمبر ۱ ص ۱۱۷ پر پہلا مصرع یہ ہے:-

زمانہ بڑے شوق سے سُن رہا تھا

(۲۱) "کمر" کے موضوع پر اردو شعراء نے بڑی موشگافیاں کی ہیں۔ شعر ہے :۔

صنم سنتے ہیں تیرے بھی کمر ہے　　کہاں ہے، کس طرف کو ہے، کدھر ہے

محمد حسین آزاد نے اسے جراُت سے منسوب کیا ہے (دیکھئے تذکرہ آبِ حیات ص ۲۳۲ اترپردیش اردو اکادمی لکھنؤ)

لیکن حقیقت میں یہ شعر شاہ نجم الدین مبارک آبرو کا ہے، جو اس طرح ہے :۔

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے　　کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

(دیوانِ آبرو ص ۲۴۶ ۱۹۹۰ء)

(۲۲) "کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو" یہ مصرع ایک فلم کے گانے میں شامل ہونے کے سبب بچے بچے کی زبان پر ہے۔ مگر جس شعر کا یہ مصرع ہے وہ ایک صاحبِ نسبت بزرگ حضرت شاہ تراب علی قلندر کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۵ھ/۵۹-۱۸۵۸ء) کا ہے :۔

شہر میں اپنے یہ لیلیٰ نے منادی کر دی
کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو　(ماہنامہ برہان دہلی[1])

(۲۳) وہی قتل بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

مذکورہ مصرع غلام ہمدانی مصحفی کے درج ذیل شعر کا ہے :۔

یہ عجیب رسم دیکھی کہ بروزِ عیدِ قرباں　　وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

(دیوانِ مصحفی ص ۵۸ پٹنہ)

یہ شعر اس طرح بھی مشہور ہے اور محمد حسین آزاد نے اسے انشا سے منسوب کیا ہے۔

[1] ڈاکٹر مسعود انور (علیگ) نے اپنے ایک مضمون میں جو کاکوری کے بزرگانِ دین سے متعلق تھا، یہ شعر لکھا ہے۔ مضمون "برہان" کے کسی شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ سردست اُس شمارہ تک رسائی نہ ہو سکی۔

یہ عجب مزا ہے کہ بروزِ عیدِ قرباں — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا[1]

(آبِ حیات ص ۲۹۴)

لیکن تعجب یہ ہے کہ ترجمۂ مصحفی میں بھی آزاد نے یہ شعر لکھا ہے:

میں عجب یہ رسم دیکھی، مجھے روزِ عیدِ قرباں — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

(آبِ حیات ص ۳۱۸)

(۲۴) عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گذرتی ہے
(گل رعنا ۲۶۰ بادشاہ شاہ عالم آفتاب)

(۲۵) انتہائی مشہور شعر ہے:

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(مومن، رام سوتی، سہو و سراغ ص ۱۳۲)

دوسرا مصرع: "جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی" قرأت کے ساتھ زبانوں پر چڑھا ہوا ہے۔

(۲۶) بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا
اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما رہے

یہ مصحفی کا شعر ہے لیکن صحیح یہ ہے

بلبل نے آشیانہ جب اپنا اٹھا لیا — پھر اس چمن میں بوم بسے یا ہما بسے

(دیوان مصحفی ص ۲۴۹ پٹنہ)

(۲۷) درج ذیل شعر کو سوداؔ سے منسوب کیا جاتا ہے:

کعبہ اگر چہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ — کچھ قصرِ دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا

---

[1] تعجب ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب نے بھی اسے انشا سے منسوب کیا ہے: یہ عجب مزا ہے یارو کہ بروزِ عیدِ قرباں... الخ (ملاحظہ ہو تذکرہ گلِ رعنا ص ۲۶۶) جبکہ یہ تذکرہ آزاد کے اغلاط پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ لیکن انشا کے دیوان کے کسی قلمی نسخے میں یہ شعر نہیں ملتا (دیکھئے کلامِ انشا مرتبہ مرزا محمد عسکری و محمد رفیع ص ۲۰)

(نغمۂ عندلیب از قطب الدین باطن ص ۱۱۱)

لیکن اس شعر کے ناظم قائم چاند پوری شاگردِ سودا ہیں اور اصل شعر اس طرح ہے:

توڑا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے شیخ کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا
(جواہر سخن ۲ : ۲۰۹)

مصرع ذیل کافی مشہور ہے:

(۲۸) یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

یہ مصرع حضرت مظہر جان جاناںؒ کے اس شعر کا ثانی مصرع ہے

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے (گلشن بے خار ص ۱۸۳)

حضرت جان جاں ہی کا ایک اور شعر ہے:

(۲۹) یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا (تذکرۂ شورش ص ۴۸۱)

(۳۰) وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے

یہ میر نظام الدین ممنوںؔ کے درج ذیل شعر کا مصرع ثانی ہے:

تفاوت قامتِ یار و قیامت میں ہے کیا ممنوںؔ
وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے (گلشن بے خار ص ۱۹۱)

(۳۱) ممنوںؔ ہی کا یہ شعر بھی شہرت رکھتا ہے:

زبان ناز، نعش مری دیکھ کر کہا گردن پہ کس کی خون ہے اس بے گناہ کا (ایضاً ص ۱۸۵)

(۳۲) صاحبِ "تذکرہ مسرت افزا" نے مندرجہ ذیل شعر میرزا ابراہیم مشتاقؔ سے منسوب کیا ہے۔

غزالو تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا جس وقت اے خانہ پہ کیا گذرا (ص ۲۴۳)

لیکن اصل میں یہ شعر راجہ رام نارائن موزوںؔ صوبیدار عظیم آباد (پٹنہ) کا ہے جیسے

موزوں نے نواب سراج الدولہ کی جنگ پلاسی میں شہادت کی خبر سنکر کہا تھا:

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانا مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذرا

(تذکرۂ شعرائے اردو از میر حسن ص ۱۵۸)

جناب محمد عمر صاحب (نور الٰہی) نے بھی اپنی تصنیف "سراج الدولہ" میں مذکورہ تذکرہ کے حوالے سے اس شعر کو موزوں ہی سے منسوب کیا ہے (دیکھئے ص ۲۴۵) مگر مصرعۂ ثانی کے آخری لفظ "گذرا" کی بجائے "گذری" لکھا ہے۔

موزوں کو بعد ازاں نواب میر قاسم نے گنگا میں غرق کرا دیا (یادگار شعرا از اسپرنگر ص ۱۰)

(۳۳) کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

محمد رضا برق کا مصرع ہے۔ مکمل شعر ہے:

اذاں دی کعبے میں، ناقوس دیر میں پھونکا
کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

(جواہر سخن ۳: ۴۰۲ مؤلفہ مولوی محمد یٰسین کیفی)

(۳۴) دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے (آب حیات ص ۱۶۳)

صاحب تذکرۂ آب حیات مولانا محمد حسین آزاد نے اسے ایک ۱۲۔۱۳ سالہ لڑکے سے منسوب کیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر کالی داس گپتا رضا نے اسے پنڈت مہتاب رائے تاباں کے درج ذیل شعر کی ترقی یافتہ شکل بتلایا ہے:

شعلہ بھڑک اٹھا مرے اس دل کے داغ سے
آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(سہو و سراغ ص ۱۳۰ و ۱۳۱)

کاش مندرجہ بالا "ترقی یافتہ شکل" شعر کی تخریج بھی رضا صاحب فرما دیتے۔

(۳۵) ٹوٹا بت مسجد بنی مسمار بت خانہ ہوا
جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا

ڈپٹی کلکٹر عبدالغفور نساخ نے اپنے تذکرے "سخن شعرا" میں مذکورہ شعر سو ناظم اکرام الدین نادر کو قرار دیا ہے (ص ۱۹۳) لیکن درحقیقت یہ شعر میر اعلیٰ علی اعلیٰ کا ہے ۔

توڑ بت زاہد نے کیوں مسجد یہ بت خانہ کیا
تب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا

(تذکرۂ شعرائے اردو میر حسن ص ۲۹)

ابوالحسن امیرالدین احمد نے بھی تذکرہ مسرت افزا صفحہ ۴۸ پر اعلیٰ کے ترجمہ کے ذیل میں لکھا ہے۔ لیکن دوسرا مصرع: بت تو اک صورت بھی تھی ... آخرہ لکھا ہے

(۳۶) نہ کر عوض مرے جرم و گناہِ بے حد کا
الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں

خواجہ محمد وزیر (جواہر سخن ۳: ۳۷۵)

لیکن عام طور پر مشہور اس طرح ہے:

نظر نہ کر مرے جرم و گناہ بے حد پر ...

تمہیں غیروں سے کم فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

(جعفر علی حسرت ۔ دلی کا دبستان شاعری ص ۲۶۶)

لیکن سعادت خاں ناصر نے تذکرہ خوش معرکۂ زیبا میں مذکورہ مطلع کی قرأت یہ بتلائی ہے:

تمہیں عالم سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی
غرض اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی (ص ۲۰۸)

عوام میں مطلع کے بجائے بصورت بیت یوں مشہور ہے:

تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی

چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

(۳۷) جعفر علی حسرت ہی کا ایک اور شعر ہے:۔

کس کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے ؎ لو دل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

(تذکرۂ ہندی ص ۸۴، تذکرہ مسرت افزا

ص ۸۱ نیز سخن شعرا ص ۱۲۸، گلشن سخن ص ۱۱۴)

لیکن کریم الدین نے طبقات شعرائے ہند میں مصرع ثانی کی قرأت بتغیر خفیف یہ لکھی ہے:۔

لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے۔ (ص ۲۵۲)

میر دوست علی خلیل کا غلو کی مثال میں بہترین شعر ہے:۔

(۳۸) رونے پہ باندھے جو سری چشم تر کمر

کیسی زمیں فلک پہ ہو پانی کمر کمر (سخن شعرا ص ۱۵۱)

کسی کے انتقال پر بالعموم یہ مصرع زبان پر آجاتا ہے:۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مکمل شعر ہے:۔

(۳۹) خبر سن کر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں (داغؔ)

(دیوان داغ ص ۱۰۸)

داغؔ کے سینکڑوں اشعار ضرب المثل کی طرح مشہور و معروف ہیں مثلاً:

(۴۰) ہاتھ نکلے اپنے دونوں کام کے دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے

(دیوان داغ مرتبہ محمد علی زیدی ص ۱۳۱)

خواجہ حیدر علی آتش کے درج ذیل شعر کو سادگی کے مفہوم میں عام طور پر استعمال کرتے رہتے ہیں:۔

(۴۱) تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی — قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

(کلیاتِ آتش دیوان اول ص ۳۳۰)

نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ کا ذیل میں درج شعر زبان زد ہے:۔

(۴۲) فسانے اپنی محبت کے سچ ہیں پر کچھ کچھ
بڑھا بھی دیتے ہیں ہم زیبِ داستاں کے لیے (دیوانِ شیفتہ ص ۱۲۵)

دوسرا مصرع عوام میں اس طرح مشہور ہے:۔

بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیبِ داستاں کے لئے

(۴۳) جو طبیب اپنا تھا، اُس کا دل کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

(سودا۔ کلیاتِ سودا مرتبہ ڈاکٹر اسرت لعل عشرت ص ۸۶)

ڈاکٹر حنیف نقوی نے بھی مذکورہ قرأت ہی لکھی ہے (دیکھئے رجب علی بیگ سرور چند تحقیقی مباحث ص ۷۶) لیکن ڈاکٹر محمد حسن نے پہلے مصرع کی قرأت معمولی تبدیلی کے ساتھ یہ لکھی ہے:۔

جو طبیب اپنا تھا دل اُس کا کسی پر زار ہے

(کلیاتِ سودا جلد اول ص ۲۷۶، نئی دہلی ۱۹۸۵ء)

ایک برمحل مصرع ہے:

(۴۴) اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

یہ مصرع مولوی وحید الدین احمد خاں وحید الٰہ آبادی کی غزل کا مطلع ہے:۔

کچھ کہہ کے اُس نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا — اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

(دراسات از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی ص ۱۸۱) (باقی آئندہ)